روزہ کے مسائل



اجنبیہ عورت کی شرمگاہ کو چھونے سے انزال ہوجائے، توروزے کا حکم

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-12185

تاریخ اجراء: 19 شوال المکرم 1443ھ / 21 مئی 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ماہِ رمضان میں روزے کی حالت میں اجنبی مرد نے شہوت سے مغلوب ہو کر اجنبیہ عورت کی شرمگاہ کو کپڑے کے اوپر سے چھوا، تو اس مرد کو انزال ہو گیا۔ ان دونوں مرد و عورت کو اپنا روزہ دار ہونا بھی یاد تھا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں اس مرد کے روزے کا کیا حکم ہے؟ اگر اس مرد کا وہ روزہ ٹوٹ گیا ہے تو کیا اس پر روزے کا کفارہ بھی لازم آئے گا یا فقط قضا ہی لازم ہو گی؟؟ اس حوالے سے رہنمائی فرمادیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اولاً تو یہ مسئلہ ذہن نشین رہے کہ اجنبی مرد و عورت کا غیر شرعی تعلق قائم رکھنا سخت ناجائز و حرام ہے، جس سے بچنا ہر مسلمان پر لازم و ضروری ہے۔ لہذا صورتِ مسئولہ میں ان دونوں مرد و عورت پر شرعاً لازم ہے کہ اب تک ان کے مابین جو بھی غیر شرعی تعلقات قائم ہوئے ہیں اس گناہ سے صدقِ دل سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کریں اور آئندہ اس گناہ سے باز رہیں۔

البتہ پوچھے گئے سوال کا جواب یہ ہے کہ **صورتِ مسئولہ میں اگر تو اس مرد کو عورت کے بدن کی گرمی بھی محسوس ہوئی تھی، تو اس صورت میں اس مرد کا وہ روزہ ٹوٹ گیا، جس کی قضا کرنا اور روزہ توڑنے کے گناہ پر سچی توبہ کرنا شرعاً اس مرد پر لازم و ضروری ہے۔ مگر اس صورت میں روزے کا کفارہ نہیں ہو گا۔**

چنانچہ ملتقی الابحر میں ہے: "أو قبل أو لمس ان انزل افطر" یعنی مرد نے عورت کا بوسہ لیا یا چھوا اگر انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اس عبارت کے تحت مجمع الانہر میں ہے: "مس البشرة بلا حائل؛ لأنه **لو مسها من وراء الثوب فأنزل فسد إذا وجد حرارة أعضائهم وإلا فلا** كما في المحيط (إن أنزل) قيد للجميع (أفطر) ولزمه القضاء۔ ۔۔ولا كفارة "یعنی چھونے کا یہ حکم اس وقت ہے کہ جب عورت کی جلد کو بغیر کسی حائل کے چھوا ہو کیونکہ اگر مرد نے عورت کے جسم کو کپڑے کے اوپر سے چُھوا اور انزال ہو گیا تو روزہ اس وقت فاسد ہو گا جب اعضاء کی گرمی محسوس ہوئی ہو اور اگر کپڑا اتنا موٹا تھا کہ اعضاء کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو روزہ فاسد نہیں ہو گا جیسا کہ محیط برھانی میں ہے۔ یہاں بیان کی گئی تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹنے میں انزال کا پایا جانا ضروری ہے اور ان صورتوں میں روزے کی قضا لازم ہے اور کفارہ نہیں۔ (مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر، ج 01، ص 362-361، مطبوعہ کوئٹہ، ملتقطاً)

نیز فتاوی عالمگیری میں ہے: "ولو مس المرأة ورأى ثيابها فأمنى فإن وجد حرارة جلدها فسد، وإلا فلا كذا في معراج الدراية "یعنی اگر روزے دار نے کسی عورت کو چھوا اور اس کے کپڑوں کو دیکھا جس سے اس کی منی خارج ہو گئی، تو اب اگر روزے دار کو اس عورت کے بدن کی گرمی محسوس ہوئی تھی تو اس کا وہ روزہ ٹوٹ گیا، وگرنہ اس کا وہ روزہ نہیں ٹوٹا، جیسا کہ معراج الدرایہ میں مذکور ہے۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب الصوم، ج 01، ص 205-204، مطبوعہ پشاور)

بہار شریعت میں ہے: "ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چُوسے یا **عورت کا بدن چُھوا اگرچہ کوئی کپڑا حائل ہو، مگر پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو۔ اور ان سب صورتوں میں انزال بھی ہو گیا۔۔۔ ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔**" (بہار شریعت، ج 01، ص 989، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ملتقطاً)

یاد رہے کہ اسلام میں زنا کے قریب جانے سے بھی منع کیا گیا ہے زنا کی شدید مذمت قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہے جس سے بچنا ہر مسلمان پر شرعاً لازم و ضروری ہے۔ بدکاری کی مختلف صورتیں ہیں آنکھوں کا زنا حرام چیز کو دیکھنا ہے، ہاتھوں کا زنا حرام چیز کو پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا حرام چیز کی طرف چل کر جانا ہے، منہ کا زنا حرام چیز کا بوسہ لینا ہے، **لہذا صورتِ مسئولہ میں معاذ اللہ اس اجنبی مرد کا اجنبیہ عورت کی شرمگاہ کو چھونا بلاشبہ یہ ہاتھوں کا زنا ہے اس گناہ سے توبہ کرنا اور آئندہ اس گناہ سے بچنا اس شخص پر لازم و ضروری ہے۔**

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾" ترجمہ کنز الایمان: "اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ۔" (القرآن الکریم: پارہ 15، سورۃ بنی اسرائیل، آیت 32)

سننِ ابی داوٗد کی حدیث پاک میں ہے:"عن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال "واليدان تزنيان فزناهما البطش والرجلان تزنيان فزناهما المشي والفم يزني فزناه القبل "ترجمہ: حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا حرام چیز کو پکڑنا ہے، پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا حرام کی طرف چل کر جانا ہے اور منہ بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا بوسہ لینا ہے۔(سنن أبي داود، کتاب النکاح، ج 01، ص 653، دار الفکر، بیروت)

نیز بخاری و مسلم و ابو داود و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "**زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے مومن نہیں رہتا** اور چور جس وقت چوری کرتا ہے مومن نہیں رہتا اور شرابی جس وقت شراب پیتا ہے مومن نہیں رہتا۔"(صحیح مسلم، کتاب الإیمان، الحدیث:202، ج 01، ص 690، مطبوعہ بیروت)

اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ یہ کام کرنے والا چونکہ ایمان سے متصادم کام کرتا ہے اور یہ کام کرنا ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے لہذا مرد و عورت پر لازم ہے کہ وہ حرام افعال سے دور رہیں اور عفت و پاکیزگی کی زندگی اختیار کریں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اسلامی بہنوں کے لئے روزے کا ایک اہم مسئلہ

مجیب: مفتی علی اصغر صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ شعبان المعظم 1442ھ اپریل

دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک اسلامی بہن سحری کے وقت عادت کے مطابق 7 دن میں پاک ہوئی، لیکن اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ غسل کر سکے، تو کیا اس پر روزہ رکھنا لازم ہو گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جو اسلامی بہن صبح صادق سے پہلے دس دن سے کم میں حیض سے پاک ہوئی اور اتنا وقت بھی نہیں کہ صبح صادق ہونے سے پہلے غسل کر کے، کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکتی ہو، تو اس دن کا روزہ رکھنا اس اسلامی بہن پر فرض نہ ہوا۔ البتہ روزہ داروں کی طرح رہنا اس پر واجب ہے، مثلاً کھانے پینے سے باز رہے۔

(بہار شریعت، 382/1، فتاویٰ خلیلیہ، 505/1)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بیوی کی تصویر دیکھ کر شوہر کو انزال ہوجائے تو روزے کا کیا حکم ہے؟

مجیب: مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

فتوی نمبر: Nor-12124

تاریخ اجراء: 19 رمضان المبارک 1443ھ/21 اپریل 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شہوت کے غلبے میں اگر شوہر بیوی کی تصویر دیکھ رہا ہو، اسی حالت میں شرمگاہ کو چھوئے بغیر ہی اسے انزال ہو جائے۔ تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا؟؟ رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اس شخص کا روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق روزے دار کو اگر نظر کرنے سے انزال ہو جائے تو اس صورت میں اس کا روزہ فاسد نہیں ہو گا۔

چنانچہ الجوہرۃ النیرۃ میں ہے: "**نظر إلى امرأة فأنزل لم يفطر** سواء نظر إلى الوجه أو إلى الفرج أو إلى غيرهما لما بينا أنه لم يوجد منه صورة الجماع ولا معناه فصار كالمتفكر إذا أمنى۔" یعنی: روزے دار نے کسی عورت کی طرف نظر کی جس سے اسے انزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا برابر ہے کہ اس نے عورت کے چہرے کی طرف نظر کی ہو یا اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی ہو یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور طرف نظر کی ہو، روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ وہ ہے جو ہم نے بیان کی کہ نہ اس میں صورۃً جماع ہے اور نہ ہی معنیً جماع ہے یہ ایسا ہی جیسے سوچ و بچار کرنے والے کو منی کا انزال ہو جائے۔ (الجوھرۃ النیرہ، ج 01، ص 167، مطبوعہ کراچی)

بہارِ شریعت میں ہے: "بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا یوہیں **عورت کی طرف بلکہ اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہو گیا**، اگرچہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا، اگرچہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ہو ان سب صورتوں میں **روزہ نہیں ٹوٹا۔**" (بہارِ شریعت، ج 01، ص 982، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

جماع کرنے سے روزہ کب ٹوٹے گا؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13040

تاریخ اجراء: 27 ربیع الاول 1445ھ /14 اکتوبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جماع کرتے ہوئے صرف حشفہ کے چھپ جانے سے غسل فرض ہو جاتا ہے، تو اگر میاں بیوی نے روزہ کی حالت میں مباشرت کی اور صرف حشفہ چھپنا پایا گیا، تو اس صورت میں روزہ بھی ٹوٹ جائے گا؟

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

بیوی سے ہمبستری کرتے ہوئے صرف حشفہ بھی شرمگاہ میں چھپ گیا، تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اس روزہ کی قضا لازم ہے اور اگر یہ رمضان کا ادا روزہ تھا، تو قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہو گا۔

واضح رہے کہ بلا عذرِ شرعی جان بوجھ کر روزہ توڑنا، ناجائز و گناہ ہے۔ اس صورت میں روزے کی قضا کے ساتھ ساتھ توبہ کرنا بھی لازم ہے۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے: "(إن جامع) المكلف آدميًا مشتهى (في رمضان أداء)۔۔(أو جومع) و توارت الحشفة (في أحد السبيلين) أنزل أو لا۔۔۔(قضى و كفر)" یعنی اگر مکلف مشتہی آدمی نے رمضان کے ادا روزے میں سبیلین میں سے کسی ایک میں جماع کیا یا اس کے ساتھ جماع کیا گیا اور حشفہ چھپ گیا تو انزال ہوا ہو یا نہیں، روزے کی قضا کرے اور کفارہ دے۔ (الدر المختار علی تنویر الابصار ملتقطا، جلد 3، صفحہ 442-445، مطبوعہ: کوئٹہ)

علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ "توارت الحشفة" کے تحت فرماتے ہیں: "ای غابت وھذا بیان لحقیقة الجماع لانه لا یکون الا بذلک" یعنی حشفہ غائب ہو جائے اور یہ جماع کی حقیقت کا بیان ہے کیونکہ اس کے بغیر جماع نہیں ہوتا۔ (رد المحتار علی الدر المختار، جلد 3، صفحہ 442، مطبوعہ: کوئٹہ)

خانیہ میں ہے:” إذا أصبح صائماً في رمضان فجامع امرأته متعمداً عليه القضاء والكفارة إذا توارت الحشفة أنزل أو لم ينزل “یعنی رمضان میں جب کسی نے صبح کی پھر جان بوجھ کر اپنی بیوی سے جماع کیا، تو اس پر قضا و کفارہ لازم ہے بشرطیکہ حشفہ چھپ گیا ہو، انزال ہو ہو یا نہ ہوا ہو۔(فتاوی قاضی خان، جلد1، صفحہ188، مطبوعہ: بیروت)

مبسوط سرخسی میں ہے:” وإذا جامع الرجل امرأته في الفرج فغابت الحشفة ولم ينزل فعليهما القضاء والكفارة والغسل ۔۔۔ أما الكفارة فلحصول الفطر على وجه تتم الجناية به “یعنی جب کسی شخص نے اپنی بیوی کی اگلی شرمگاہ میں جماع کیا اور حشفہ غائب ہو گیا مگر انزال نہیں ہوا، تو ان دونوں پر روزے کی قضا، کفارہ اور غسل لازم ہے۔۔۔ کفارہ لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ روزہ توڑنے کا حصول ایسے طریقہ پر ہوا جس سے جنایت کامل ہوتی ہے۔(المبسوط، جلد3، صفحہ79، مطبوعہ: بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حالتِ حیض میں چھوٹے ہوئے روزے کی قضا اور نماز کے معاف ہونے میں حکمت

مجیب: ابومحمد محمدفراز عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-319

تاریخ اجراء:12شوال المکرم1443ھ /14مئی2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

حالت حیض میں جو روزے چُھوٹے انکی قضاء لازم ہے جبکہ اسی حالت میں جو نمازیں رہ گئیں، ان کی قضا لازم نہیں ،بلکہ معاف ہے، تو اس کی وجہ اور حکمت کیا ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ہر مسلمان کا ذہن یہ ہونا چاہئے کہ شریعت کا جو بھی حکم ہو، اس پر عمل کرے اور اس کو تسلیم کرے، اس کی حکمتوں کی تلاش میں نہ رہے کہ یہ ایسا کیوں ہے، ویسا کیوں ہے، ہاں اگر اعتراض کئے بغیر کسی اچھی نیت سے کسی حکم کی حکمت معلوم کرنے کی نیت ہو، تو یہ فعل برا نہیں۔

حائضہ عورت کو نماز معاف ہے، لیکن حیض کی وجہ سے روزہ چھوٹ گیا، تو اس کی قضا کا حکم ہے، اس کی وجہ فقہائے کرام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ نماز دن میں پانچ مرتبہ فرض ہے اور عورت کو عام طور پر حیض ہر ماہ میں کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن تک آتا ہے، تو اگر عورت کو نماز قضا کرنے کا حکم دیا جاتا، تو ہر ماہ کسی کو پندرہ، کسی کو 25، کسی کو 40 اور کسی کو 50 نمازیں قضا کرنی پڑتیں اور اس میں دشواری اور آزمائش ہے، جبکہ روزے سال میں ایک مرتبہ میں فرض ہیں اور ان کی قضا میں کوئی دشواری و آزمائش نہیں کہ سال میں تین سے دس روزے ہی قضا کرنے پڑیں گے۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت معاذہ عدویہ نے عرض کی کہ حائضہ روزہ قضا کرتی ہے، لیکن نماز قضا نہیں کرتی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ عارضہ ہم کو بھی ہوتا تھا، تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔(صحیح مسلم، کتاب الحیض، حدیث 335)

اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”معلوم ہوا کہ احکامِ شرعیہ کی حکمتیں پوچھنا برا نہیں، ہاں احکامِ شرعیہ پر اعتراض کرنا گناہ ہے۔۔۔ حضرتِ عائشہ کی طرف سے دیئے گئے جواب کے متعلق مفتی صاحب ارشاد فرماتے ہیں: سبحان اللہ! کیسا ایمان افروز جواب ہے کہ مجھے عقلی حکمتوں سے غرض نہیں، ہم تو حکم کے تابع ہیں، چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی قضا کا حکم دیا، نماز کی قضا کا نہیں، اس لئے یہ فرق ہو گیا، ہمیں عقلی حکمتوں سے کیا غرض۔۔۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ روزے کی قضا میں ندرت ہے کہ سال میں سات آٹھ روزے قضا کرنے پڑتے ہیں، اس لئے اس میں دشواری نہیں اور قضائے نماز میں کثرت ہے کہ ہر مہینہ سات آٹھ دن کی فی دن پانچ نمازیں قضا کرنی پڑتیں یعنی چالیس بلکہ بعض کو پچاس نمازیں، اس میں بہت دشواری ہوتی، اس لئے نمازوں کی قضا نہیں، روزوں کی ہے۔“ (مرآۃ المناجیح ملتقطا، جلد3، صفحہ260، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حیض کی وجہ سے روزے رہ جائیں تو کیا ان کی قضا ضروری ہے؟ نیز قضا کا وقت کب تک ہے؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-12437

تاریخ اجراء: 02 ربیع الاول 1444ھ/29 ستمبر 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کے فرض روزے جو حیض کی وجہ سے رہ جاتے ہیں کیا ان روزوں کی قضا کرنا ضروری ہے؟

اگر ضروری ہے تو ان روزوں کی قضا کا وقت کب تک ہے؟ کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ آنے والے رمضان سے پہلے پہلے عورت ان روزوں کی قضا کرلے ورنہ اسے ایک روزے کے بدلے میں 60 روزے رکھنا ہوں گے، یہ بات کہاں تک درست ہے؟ رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حیض کی وجہ سے جو روزے رہ گئے، ان روزوں کی قضا عورت پر فرض ہے لہذا عورت کے لیے مستحب یہ ہے کہ ماہ رمضان گزرنے کے بعد ممکنہ صورت میں جتنا جلد ہوسکے ان قضا روزوں کو ادا کرلے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

اب ان روزوں کی قضا کا وقت کب تک ہے؟ اس کی شریعت نے کوئی خاص مدت بیان نہیں کی، لہذا ان قضا روزوں کی ادائیگی کا وقت پوری زندگی ہے۔ ایامِ ممنوعہ کے علاوہ کسی بھی دن یہ قضا روزے رکھے جاسکتے ہیں۔ لیکن فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق مستحب یہ ہے کہ جتنا جلد ہوسکے ان روزوں کی قضا کرلی جائے کہ اس میں بھلائی کی طرف سبقت کرنا اور فرض کی ادائیگی سے برئی الذمہ ہونا ہے۔

جن لوگوں نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ **"آنے والے رمضان سے پہلے پہلے عورت ان روزوں کی قضا کرلے ورنہ اسے ایک روزے کے بدلے میں 60 روزے رکھنا ہوں گے"** انہوں نے بالکل غلط مسئلہ بیان کیا ہے، لہذا ان سب پر لازم ہے کہ وہ اس گناہ سے توبہ کریں اور آئندہ بغیر علم کے ہرگز کوئی شرعی مسئلہ بیان نہ کریں۔ اس طرح کے مسائل

غیر عالم لوگ اپنی جہالت سے بیان کرتے ہیں۔ یہ بہت نازک معاملہ ہے کیونکہ بغیر علم کے فتویٰ دینا شریعت پر افتراء باندھنا ہے جو کہ سخت ناجائز و حرام ہے اور قرآن و حدیث میں اس کی شدید مذمت بیان ہوئی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ“ ترجمہ کنز الایمان: ”تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں۔“ (القرآن الکریم، پارہ 02، سورۃ البقرۃ، آیت: 185)

ایامِ ممنوعہ کے علاوہ زندگی میں کبھی بھی قضا روزے رکھے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ احکام القرآن للطحاوی میں ہے: ”{فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ} ولم يخص بتلك الأيام الأخر ما قبل شهر رمضان الجائي أفنجعله بخلاف ما بعد شهر رمضان الجائي، وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم تدل على خلاف ذلك؟ لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أمر الذي أفطر يوما من رمضان فيما روينا عنه في هذا الباب، أن يقضي يوما مكانه، ولم يقل له في شهر رمضان الذي بعده، فدل ذلك على أنه قد أطلق له القضاء في كل الدهر لا فيما نهى عن صومه من الأيام التي نهى عن صومها۔“ ترجمہ: ”اللہ عزوجل کے اس فرمان (فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ) میں آنے والے رمضان سے پہلے کسی مہینے کے دنوں کو خاص نہیں کیا گیا تو کیا ہم اس کے بر خلاف آنے والے رمضان کے بعد میں کسی مہینے کے ساتھ ان دنوں کو خاص کر لیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بھی اس کے خلاف پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جس نے رمضان کا روزہ چھوڑا تھا اس روزے کے بدلے میں ایک روزہ قضا کرنے کا حکم دیا اس بارے میں جو روایت ہے وہ ہم نے اس باب میں ذکر کی ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ اس مہینے میں قضا کرو کہ جو اس رمضان کے بعد آنے والا ہے لہذا یہ اس بات پر دلالت ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روزے کی قضا کرنے کے لیے پورے زمانے کو مطلق رکھا سوائے ان ایامِ ممنوعہ کے کہ جن میں روزے رکھنا ممنوع ہیں۔“ (أحکام القرآن للطحاوی، ج 01، ص 414، مطبوعہ استنبول)

ناپاکی کے ایام میں رہ جانے والے روزوں کی قضا عورت پر لازم ہے۔ جیسا کہ تفسیرِ مظہری میں اسی آیت کے تحت مذکور ہے: ”ويلحق بالمريض والمسافر في حق وجوب القضاء الحائض والنفساء بالإجماع والأحاديث عن معاذة العدوية انها قالت لعائشة ما بال الحائض تقضي الصوم ولا تقضي الصلاة قالت عائشة كان تصيبنا ذلك فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلاة- رواه مسلم-“ یعنی روزے کی قضا کے معاملے میں حائضہ اور نفاس والی عورت بالاجماع مریض اور مسافر کے حکم میں ہیں۔ احادیث بھی

اس پر دال ہیں جیسا کہ حضرت معاذۃ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ کیا وجہ ہے عورت حیض کے دنوں میں رہ جانے والے روزوں کی تو قضا کرتی ہے لیکن نمازوں کی قضا نہیں کرتی؟ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا کہ ہمیں بھی یہ معاملہ درپیش ہوا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیا گیا لیکن نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا گیا، مسلم نے اسے روایت کیا۔ (التفسیر المظھری، ج 01، ص 196، مطبوعہ کوئٹہ)

صحیح مسلم کی حدیثِ پاک میں ہے: "عن عائشة كان يصيبنا ذلك فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلاة" یعنی حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں یہ معاملہ درپیش ہوا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیا جاتا لیکن نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا گیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب وجوب بقضاء الصوم علی الحائض، ج 01، ص 153، مطبوعہ کراچی)

ردالمحتار میں اس حوالے سے مذکور ہے: "(يمنع صلاة) اى الحيض و كذا النفاس (مطلقاً ولو سجدة شكر وصوماً وجماعاً **وتقضيه) اى الصوم على التراخي فى الاصح۔** "خزائن" (لزوما) دونها (للحرج)" ترجمہ: "حیض اور نفاس مطلقاً نماز سے مانع ہیں اگرچہ سجدہ شکر ہی کیوں نہ ہو، یونہی روزے سے اور جماع سے بھی مانع ہیں مگر روزوں کی قضا کرنا ہوگی، اصح قول کے مطابق تراخی کے ساتھ بھی قضا کی جا سکتی ہے "خزائن"۔ البتہ حرج کی بنا پر ان دنوں کی نمازوں کی قضا فرض نہیں۔" (ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الطھارۃ، ج 01، ص 532، مطبوعہ کوئٹہ، ملتقطاً وملخصاً)

روزے کی قضا میں تاخیر نہ کرنا مستحب ہے۔ جیسا کہ حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح، بحر الرائق وغیرہ میں ہے: "و النظم للاول" (ولا يشترط التتابع في القضاء لإطلاق النص لكن **المستحب التتابع وعدم التأخير) اى بعد زوال العذر (عن زمان القدرة مسارعة إلى الخير وبراءة الذمة)**" یعنی قضا روزے لگاتار رکھنا شرط نہیں کہ نص اس بارے میں مطلق ہے لیکن لگاتار روزے رکھنا اور عذر کے زائل ہونے کے بعد قدرت ہونے کے باوجود تاخیر نہ کرنا مستحب ہے کہ اس میں بھلائی اور بریُ الذمہ ہونے کی طرف سبقت کرنا ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصوم، ص 687، مطبوعہ کراچی)

بہار شریعت میں ہے: "ان دِنوں میں نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں اور روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔" (بہارِ شریعت، ج 01، ص 380، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قضا روزوں کی ادائیگی کے متعلق بہارِ شریعت میں ہے: ”جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا، اُن پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں اور ان قضا روزوں میں ترتیب فرض نہیں۔ فلہٰذا اگر ان روزوں کے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفلی روزے ہوگئے، **حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔**“

مزید تھوڑا آگے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ”**اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آگیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے، قضا نہ رکھے۔**“ (بہارِ شریعت، ج 01، ص 1005-1004، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قضا روزوں کے باب میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ”ظاہر یہ ہے کہ قضاء سے روزوں کی قضا مراد ہے جیسا کہ اس موقعہ سے اور آئندہ حدیثوں سے معلوم ہو رہا ہے۔ **خیال رہے کہ ہر عبادت کی قضا بہت جلد کرلینا چاہیے کیونکہ موت کی خبر نہیں۔**“ (مرآۃ المناجیح، ج 03، ص 175، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

بغیر علم کے فتویٰ دینا شریعت پر افتراء (تہمت) باندھنا ہے جو کہ سخت ناجائز و حرام ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ“ ترجمہ کنز الایمان: ”**اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔**“ (القرآن الکریم: پارہ 14، سورۃ النحل، آیت 116)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ”جنھوں نے بھی بے علم کے فتویٰ دیا انھوں نے اللہ عزوجل کے حرام کو حلال کیا، اور جنھوں نے اس کی تصدیق کی انھوں نے حرام کی تصدیق کی۔

کنز العمال کی حدیثِ مبارک ہے "من افتی بغیر علم لعنته ملئکة السماء والارض "یعنی جس نے علم کے بغیر فتویٰ دیا اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔“ (فتاوی رضویہ، ج 11، ص 477، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ملخصاً)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

حیض کی وجہ سے روزے رہ جائیں تو کیا ان کی قضا ضروری ہے؟ نیز قضا کا وقت کب تک ہے؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-12437

تاریخ اجراء: 02ربیع الاول1444ھ/29ستمبر2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کے فرض روزے جو حیض کی وجہ سے رہ جاتے ہیں کیا ان روزوں کی قضا کرنا ضروری ہے؟

اگر ضروری ہے تو ان روزوں کی قضا کا وقت کب تک ہے؟ کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ آنے والے رمضان سے پہلے پہلے عورت ان روزوں کی قضا کرلے ورنہ اسے ایک روزے کے بدلے میں 60 روزے رکھنا ہوں گے، یہ بات کہاں تک درست ہے؟ رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حیض کی وجہ سے جو روزے رہ گئے، ان روزوں کی قضا عورت پر فرض ہے لہذا عورت کے لیے مستحب یہ ہے کہ ماہ رمضان گزرنے کے بعد ممکنہ صورت میں جتنا جلد ہو سکے ان قضا روزوں کو ادا کرلے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

اب ان روزوں کی قضا کا وقت کب تک ہے؟ اس کی شریعت نے کوئی خاص مدت بیان نہیں کی، لہذا ان قضا روزوں کی ادائیگی کا وقت پوری زندگی ہے۔ ایامِ ممنوعہ کے علاوہ کسی بھی دن یہ قضا روزے رکھے جاسکتے ہیں۔ لیکن فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق مستحب یہ ہے کہ جتنا جلد ہو سکے ان روزوں کی قضا کرلی جائے کہ اس میں بھلائی کی طرف سبقت کرنا اور فرض کی ادائیگی سے برئی الذمہ ہونا ہے۔

جن لوگوں نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ **"آنے والے رمضان سے پہلے پہلے عورت ان روزوں کی قضا کرلے ورنہ اسے ایک روزے کے بدلے میں 60 روزے رکھنا ہوں گے"** انہوں نے بالکل غلط مسئلہ بیان کیا ہے، لہذا ان سب پر لازم ہے کہ وہ اس گناہ سے توبہ کریں اور آئندہ بغیر علم کے ہرگز کوئی شرعی مسئلہ بیان نہ کریں۔ اس طرح کے مسائل

غیر عالم لوگ اپنی جہالت سے بیان کرتے ہیں۔ یہ بہت نازک معاملہ ہے کیونکہ بغیر علم کے فتویٰ دینا شریعت پر افتراء باندھنا ہے جو کہ سخت ناجائز و حرام ہے اور قرآن و حدیث میں اس کی شدید مذمت بیان ہوئی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ" ترجمہ کنزالایمان: "تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں۔" (القرآن الکریم، پارہ 02، سورۃ البقرۃ، آیت: 185)

ایامِ ممنوعہ کے علاوہ زندگی میں کبھی بھی قضا روزے رکھے جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ احکام القرآن للطحاوی میں ہے: "{فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ} ولم يخص بتلك الأيام الأخر ما قبل شهر رمضان الجائي أفنجعله بخلاف ما بعد شهر رمضان الجائي، وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم تدل على خلاف ذلك؟ لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أمر الذي أفطر يوما من رمضان فيما روينا عنه في هذا الباب، أن يقضي يوما مكانه، ولم يقل له في شهر رمضان الذي بعده، فدل ذلك على أنه قد أطلق له القضاء في كل الدهر لا فيما نهى عن صومه من الأيام التي نهى عن صومها۔" ترجمہ: "اللہ عزوجل کے اس فرمان (فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ) میں آنے والے رمضان سے پہلے کسی مہینے کے دنوں کو خاص نہیں کیا گیا تو کیا ہم اس کے برخلاف آنے والے رمضان کے بعد میں کسی مہینے کے ساتھ ان دنوں کو خاص کرلیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بھی اس کے خلاف پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جس نے رمضان کا روزہ چھوڑا تھا اس روزے کے بدلے میں ایک روزہ قضا کرنے کا حکم دیا اس بارے میں جو روایت ہے وہ ہم نے اس باب میں ذکر کی ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ اس مہینے میں قضا کرو کہ جو اس رمضان کے بعد آنے والا ہے لہذا یہ اس بات پر دلالت ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روزے کی قضا کرنے کے لیے پورے زمانے کو مطلق رکھا سوائے ان ایامِ ممنوعہ کے کہ جن میں روزے رکھنا ممنوع ہیں۔" (أحکام القرآن للطحاوی، ج 01، ص 414، مطبوعہ استنبول)

ناپاکی کے ایام میں رہ جانے والے روزوں کی قضا عورت پر لازم ہے۔ جیسا کہ تفسیرِ مظہری میں اسی آیت کے تحت مذکور ہے: "ويلحق بالمريض والمسافر في حق وجوب القضاء الحائض والنفساء بالإجماع والأحاديث عن معاذة العدوية انها قالت لعائشة ما بال الحائض تقضى الصوم ولا تقضى الصلاة قالت عائشة كان تصيبنا ذلك فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلاة - رواه مسلم -" یعنی روزے کی قضا کے معاملے میں حائضہ اور نفاس والی عورت بالاجماع مریض اور مسافر کے حکم میں ہیں۔ احادیث بھی

اس پر دال ہیں جیسا کہ حضرت معاذۃ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ کیا وجہ ہے عورت حیض کے دنوں میں رہ جانے والے روزوں کی تو قضا کرتی ہے لیکن نمازوں کی قضا نہیں کرتی؟ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا کہ ہمیں بھی یہ معاملہ درپیش ہوا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیا گیا لیکن نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا گیا، مسلم نے اسے روایت کیا۔ (التفسیر المظھری، ج 01، ص 196، مطبوعہ کوئٹہ)

صحیح مسلم کی حدیثِ پاک میں ہے: "عن عائشة كان يصيبنا ذلک فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلاة" یعنی حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں یہ معاملہ درپیش ہوا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیا جاتا لیکن نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا گیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب وجوب بقضاء الصوم علی الحائض، ج 01، ص 153، مطبوعہ کراچی)

ردالمحتار میں اس حوالے سے مذکور ہے: "(يمنع صلاة) اى الحيض و كذا النفاس (مطلقاً ولو سجدة شكر وصوماً وجماعاً **وتقضيه) اى الصوم على التراخي في الاصح**۔ "خزائن" (لزوما) دونها (للحرج)" ترجمہ: "حیض اور نفاس مطلقاً نماز سے مانع ہیں اگرچہ سجدہ شکر ہی کیوں نہ ہو، یونہی روزے سے اور جماع سے بھی مانع ہیں مگر روزوں کی قضا کرنا ہوگی، اصح قول کے مطابق تراخی کے ساتھ بھی قضا کی جاسکتی ہے "خزائن"۔ البتہ حرج کی بنا پر ان دنوں کی نمازوں کی قضا فرض نہیں۔" (ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الطھارۃ، ج 01، ص 532، مطبوعہ کوئٹہ، ملتقطاً وملخصاً)

روزے کی قضا میں تاخیر نہ کرنا مستحب ہے۔ جیسا کہ حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح، بحر الرائق وغیرہ میں ہے: "و النظم للاول" (ولا يشترط التتابع في القضاء لإطلاق النص لكن **المستحب التتابع وعدم التأخير) اى بعد زوال العذر (عن زمان القدرة مسارعة إلى الخير وبراءة الذمة)**" یعنی قضا روزے لگاتار رکھنا شرط نہیں کہ نص اس بارے میں مطلق ہے لیکن لگاتار روزے رکھنا اور عذر کے زائل ہونے کے بعد قدرت ہونے کے باوجود تاخیر نہ کرنا مستحب ہے کہ اس میں بھلائی اور بریٔ الذمہ ہونے کی طرف سبقت کرنا ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصوم، ص 687، مطبوعہ کراچی)

بہار شریعت میں ہے: "ان دِنوں میں نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں **اور روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔**" (بہارِ شریعت، ج 01، ص 380، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قضاروزوں کی ادائیگی کے متعلق بہار شریعت میں ہے: "جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا، اُن پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں اور ان قضاروزوں میں ترتیب فرض نہیں۔ فلہٰذا اگر ان روزوں کے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفلی روزے ہوگئے، **حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔**"

مزید تھوڑا آگے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آگیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے، قضا نہ رکھے۔" (بہارِ شریعت، ج 01، ص 1005-1004، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قضاروزوں کے باب میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "ظاہر یہ ہے کہ قضاء سے روزوں کی قضا مراد ہے جیسا کہ اس موقعہ سے اور آئندہ حدیثوں سے معلوم ہو رہا ہے۔ **خیال رہے کہ ہر عبادت کی قضا بہت جلد کرلینا چاہیے کیونکہ موت کی خبر نہیں۔**" (مرآۃ المناجیح، ج 03، ص 175، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

بغیر علم کے فتویٰ دینا شریعت پر افتراء (تہمت) باندھنا ہے جو کہ سخت ناجائز و حرام ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ" ترجمہ کنزالایمان: "اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔" (القرآن الکریم: پارہ 14، سورۃ النحل، آیت 116)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "جنھوں نے بھی بے علم کے فتویٰ دیا انھوں نے اللہ عزوجل کے حرام کو حلال کیا، اور جنھوں نے اس کی تصدیق کی انھوں نے حرام کی تصدیق کی۔

کنزالعمال کی حدیثِ مبارک ہے "من افتیٰ بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السماء والارض" یعنی جس نے علم کے بغیر فتویٰ دیا اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج 11، ص 477، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ملخصاً)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

عورت کے لیے کفارے کے روزے رکھنے کا مسئلہ

1



ریفرنس نمبر:Nor-11607 تاریخ:31-05-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک عورت نے چھ شوال سے کفارے کے روزے شروع کیے، ان روزوں کو رکھ رہی تھی کہ شوال کے مہینے ہی میں حیض آگیا، سات دن حیض رہا، ان ایام میں روزے نہ رکھے، حیض ختم ہونے کے اگلے دن سے پھر روزے رکھنا شروع کر دیئے، ذیقعدہ کے مہینے میں بھی سات دن حیض کا خون آیا، ان ایام میں روزے نہ رکھے، ان ایام کے ختم ہو جانے کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کر دیئے، لیکن ابھی کفارے کے روزے مکمل نہ ہوئے تھے کہ ذی الحج کے وہ ایام شروع ہو گئے جن میں روزے رکھنا ممنوع ہے، ان ممنوع ایام میں روزے نہ رکھے، ممنوع ایام کے بعد پھر سے روزے رکھے اور ساٹھ روزے مکمل کر دیئے۔ کیا اس عورت کا یہ کفارہ کافی ہے یا نئے سرے سے روزے رکھنے ہوں گے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

پوچھی گئی صورت میں پے در پے کفارے کے روزے نہ رکھنے کی وجہ سے کفارہ ادا نہیں ہوا، کفارے کے روزے پھر سے رکھنے ہوں گے۔

اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ کفارے کے روزے میں جو فاصلہ ایامِ حیض میں روزے نہ رکھنے کی وجہ سے ہوا ہے، اس فاصلے کو شرع نے معاف قرار دیا ہے، اس کی وجہ سے روزے کے پے در پے رکھنے کی شرط پر شرعا اثر نہیں پڑتا، کیونکہ حیض شرعی و طبعی عذر ہے، جو عام طور پر ہر مہینے ہی عورت کو پیش آتا ہے، البتہ ذی الحجہ کی دس، گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ کا کفارے کے روزوں کے درمیان میں آجانے کی وجہ سے کفارہ ادا نہ ہوا، کیونکہ کفارہ ادا کرنے میں یہ شرط ہے کہ اس مدت کے اندر نہ تو ماہ رمضان آتا ہو اور نہ ہی وہ پانچ ایام درمیان میں آتے ہوں جن میں روزے رکھنا جائز نہیں۔ وہ پانچ ایام یہ ہیں: عید الفطر کا دن، ذو الحجہ کی دس، گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ۔

روزے کے کفارے کے درمیان حیض آجانے کے حکم کو بیان کرتے ہوئے بدائع الصنائع میں ہے:"اذا افطرت المراۃ بسبب الحیض الذی لا یتصور خلو شھر عنہ انھا کما طھرت یجب علیھا ان تصل وتتابع حتی لو ترکت یجب علیھا الاستقبال "یعنی: دورانِ کفارہ حیض آنے کے سبب عورت روزہ چھوڑے گی کہ عام طور پر کوئی مہینا حیض سے خالی نہیں ہوتا، پھر پاک ہونے پر اس پر لازم ہو گا کہ باقی رہ جانے والے روزے مسلسل رکھے یہاں تک کہ اگر پاک ہونے کے بعد ایک دن بھی روزہ چھوڑا، تو نئے سرے سے کفارے کے روزے رکھنے ہوں گے۔ (بدائع الصنائع، ج2، ص582، مطبوعہ دار الحدیث، مصر)

اسی طرح صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ بہار شریعت میں لکھتے ہیں: "اگر عورت نے رمضان کا روزہ توڑ دیا اور کفارہ میں روزے رکھ رہی تھی اور حیض آگیا، تو سرے سے رکھنے کا حکم نہیں، بلکہ جتنے باقی ہیں اُن کا رکھنا کافی ہے۔"

(بہار شریعت، ج2، ص214، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

کفارہ ادا کرتے ہوئے اگر درمیان میں وہ ایام آجائیں جن میں روزہ رکھنا ممنوع ہے، تو اس کا حکم بیان کرتے ہوئے الجوہرۃ النیرۃ میں ہے: "إذا كفر بالصيام وأفطر يوما لعذر مرض أو سفر فإنه يستأنف الصوم وكذا لو جاء يوم الفطر أو يوم النحر أو أيام التشريق فإنه يستأنف " یعنی: جب وہ روزوں کے ساتھ کفارہ ادا کر رہا ہو اور مرض یا سفر کے عذر کے پیش نظر کسی دن افطار کرلے، تو وہ پھر سے کفارے کے روزے رکھے گا، اسی طرح اگر یوم الفطر یا یوم النحر یا ایام تشریق درمیان میں آگئے، تو بھی وہ پھر سے کفارے کے روزے رکھے گا۔ (الجوهرة النيرة، ج2، ص138، مطبوعہ کراچی)

اسی طرح تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق کے حاشیہ چلپی میں ہے: "ولو أفطر يوما لعذر من مرض أو سفر فإنه يستقبل الصيام وكذا لو جاء يوم الفطر أو يوم النحر أو أيام التشريق فإنه يستقبل الصوم " یعنی: اگر اس نے ایک دن بھی مرض یا سفر کے عذر کی وجہ سے افطار کرلیا، تو وہ نئے سرے سے روزے رکھے، اسی طرح اگر یوم الفطر یا یوم النحر یا ایام تشریق درمیان میں آگئے، تو بھی وہ پھر سے کفارے کے روزے رکھے گا۔ (حاشیہ چلپی معہ تبیین الحقائق، ج3، ص10، مطبوعہ ملتان)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: "روزے سے کفارہ ادا کرنے میں یہ شرط ہے کہ نہ اِس مدت کے اندر ماہ رمضان ہو، نہ عید الفطر، نہ عید اضحیٰ نہ ایام تشریق۔"

(بہار شریعت، ج2، ص213، مطبوعہ مکتبہ المدینۃ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم



کتبـــــــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

19 شوال المکرم 1442ھ/31 مئی 2021ء

عورت نے عذر کے سبب منت کا روزہ نہ رکھا، تو کیا حکم ہے؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13129

تاریخ اجراء: 07 جمادی الاولیٰ 1445ھ/22 نومبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے یوں منت مانی کہ ''میرا فلاں کام اگر ہو گیا تو میں ساری زندگی نوچندی جمعرات کا روزہ رکھوں گی'' اب اُس کا وہ کام بھی ہو گیا ہے اور وہ ہر نوچندی جمعرات کا روزہ بھی رکھ رہی ہے۔ لیکن ایک نوچندی جمعرات کا روزہ کسی عذر کے سبب وہ نہ رکھ سکی۔ اب کیا اُس روزے کی فقط قضا کرنا ہو گی؟ یا پھر ساتھ میں کوئی کفارہ بھی ادا کرنا ہو گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں عورت پر اُس منت کے روزے کی فقط قضا کرنا لازم ہے یعنی قضا کی نیت سے ایک دن کا روزہ رکھ لے۔

تفصیل اس مسئلے کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص منت کو کسی ایسے کام پر معلق کرے جس کام کا ہونا وہ چاہتا ہو، تو شرط پائی جانے کی صورت میں یعنی اس کام کے ہونے کی صورت میں اُس منت کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اب جبکہ پوچھی گئی صورت میں چونکہ اُس عورت کا وہ کام ہو گیا ہے، لہذا اب اُس عورت پر زندگی بھر نوچندی جمعرات کا روزہ رکھنا لازم ہے۔

البتہ صورتِ مسئولہ میں اگر وہ عورت منت کا روزہ نہ رکھ سکے خواہ عذر کے سبب یا بغیر عذر کے، بہر صورت بعد میں اُس روزے کی فقط قضا کرنا ہی اُس عورت کے ذمے پر لازم ہو گا۔

شرط پائی جانے کی صورت میں منت کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے۔ جیسا کہ تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے: ''فإن (علقه بشرط يريده كأن قدم غائبي) أو شفي مريضي (يوفى) وجوبا (إن وجد) الشرط'' یعنی اگر کوئی شخص نذر کو کسی ایسی شرط پر معلق کرے کہ جس کا ہونا اسے پسند ہو، جیسا کہ وہ کہے اگر میرا غائب شخص لوٹ آئے یا

میرے مریض کو شفا مل جائے، تو شرط پائے جانے کی صورت میں اس نذر کو پورا کرنا ہی اس پر واجب ہو گا۔(تنویر الابصار مع الدرالمختار، کتاب الایمان، ج 05، ص 543-542، مطبوعہ کوئٹہ)

منت کا روزہ نہ رکھا ہو، تو بعد میں اُس روزے کی فقط قضا لازم ہے۔ جیسا کہ فتاوٰی تاتارخانیہ، فتاوٰی شامی وغیرہ کتبِ فقہیہ میں مذکور ہے: "والنظم للاول" إذا قالت للہ علی ان اصوم یوم الخمیس فجاء یوم الخمیس وھی حائض فعلیھا القضاء "یعنی اگر کسی عورت نے یہ کہا کہ مجھ پر اللہ عزوجل کے لیے ہر جمعرات کے دن روزہ رکھنا لازم ہے، پھر جمعرات کا دن آنے پر وہ حیض سے تھی تو اس پر روزے کی قضاء لازم ہے۔(الفتاوی التاتارخانیہ، کتاب الصوم، باب النذور، ج 03، ص 435، مطبوعہ ہند)

محیطِ برہانی میں ہے: "إذا نذر صوم رجب، فدخل رجب، وھو مریض لا یستطیع الصوم الا بضرر أفطر وقضی "یعنی اگر کسی شخص نے رجب کے روزوں کی منت مانی پھر جب رجب کا مہینہ آیا تو وہ اتنا بیمار ہے کہ اس میں روزہ رکھنے کی استطاعت ہی نہیں، تو وہ روزہ چھوڑ دے اور بعد میں اس روزے کی قضا کرے۔(المحیط البرھانی، کتاب الصوم، ج 03، ص 388، ادارۃ القرآن)

فقیہ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ سے سوال ہوا: ''ہندہ نے اپنی بیماری کی حالت میں دعا مانگی کہ اے خدا میں اچھی ہو جاؤں تو سال بھر ہر جمعہ کو روزہ رکھوں گی۔ خدا کے فضل سے ہندہ اچھی ہو گئی اور کچھ دنوں تک روزہ رکھا، طبیعت پھر خراب ہو گئی۔ اب ہندہ چاہتی ہے کہ اگر روزہ کے بدلے میں اس کا کفارہ ہو تو ادا کر دوں ،روزہ نہ رکھنا پڑے۔ برائے کرم آگاہ فرمائیں کہ شریعت کا کیا حکم ہے؟ روزہ ہی رکھنا پڑے گا یا روزے کے بدلے کفارہ دینے سے کام بن جائے گا اور ایک روزے کے بدلے میں کتنا کفارہ دینا پڑے گا؟'' آپ علیہ الرحمہ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: **''صورتِ مسئولہ میں اگر پھر بیمار ہو گئی تو تندرست ہو جانے کے بعد سال میں جتنے جمعے کے روزے چھوٹ گئے ہیں ان کی قضا رکھے کہ اس قسم کی منت میں روزہ نہ رکھنا اور اس کے عوض میں کفارہ دینا جائز نہیں۔''**

(فتاوی فیض الرسول، ج 02، ص 340-339، شبیر برادرز، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا بیوی شوہر کے کہنے پر قضا روزہ توڑ سکتی ہے؟

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-12320

تاریخ اجراء: 28ذوالحجۃ الحرام1443ھ /28جولائی2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ شوہر کی اجازت کے بغیر رمضان کے قضا روزے رکھ رہی ہو، اب کسی دن شوہر کام سے چھٹی کرلے اور وہ ہندہ کو ہم بستری کے لیے بلائے اور روزہ توڑنے کا کہے۔ تو کیا اس صورت میں ہندہ کو شوہر کے کہنے پر اس روزے کو توڑنے کی اجازت ملے گی؟؟ رہنمائی فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کو قضا روزہ رکھنے میں شوہر کی اجازت کی کوئی ضرورت نہیں، **لہذا صورتِ مسئولہ میں ہندہ کے لیے حکمِ شرع یہی ہے کہ وہ اپنے اس روزے کو پورا کرے اور شوہر کو حکمِ شرعی سے آگاہ کردے۔ نیز ہر گز ہر گز شوہر کے کہنے پر اس روزے کو نہ توڑے ورنہ سخت گنہگار ہوگی، کیونکہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔**

چنانچہ صحیح بخاری شریف کی حدیثِ مبارک ہے:”عن علی رضي الله عنه ان النبی صلی اللہ علیہ و اٰلہ و سلم قال لا طاعة فی معصية الله انما الطاعة فی المعروف“یعنی حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں، بلکہ مخلوق کی اطاعت تو فقط بھلائی والوں کے کاموں میں ہی جائز ہے۔(صحیح البخاری، ج02، ص1077-1078، مطبوعہ کراچی، ملخصاً)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:”جس کام کو شرع مطہر نے ناجائز قرار دیا ہے اس میں مخلوق کی اطاعت نہیں کہ یہ حقِ شرع ہے اور مخلوق کی اطاعت میں احکامِ شرع کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی کہ معصیت میں کسی کی طاعت نہیں ہے۔ حدیث میں ہے لا طاعة للمخلوق فی معصية الخالق۔“(فتاوی امجدیہ، ج04، ص198، مکتبہ رضویہ کراچی، ملخصاً)

مزید ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: "جو حکم شرعاً ناجائز ہے اس میں کسی کی پیروی جائز نہیں، حکمِ شرع کو سب پر مقدم رکھنا ضروری ہے۔" (فتاوی امجدیہ، ج04، ص222، مکتبہ رضویہ کراچی، ملخصاً)

قضا روزہ رکھنے میں شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ ردالمحتار میں منقول ہے: "فی البحر عن القنیة: للزوج ان یمنع زوجته عن کل ما کان الایجاب من جهتها کالتطوع والنذر والیمین دون ما کان من جهته تعالیٰ کقضاء رمضان۔" یعنی بحر میں قنیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ شوہر کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ہر اس روزے سے منع کر سکتا ہے کہ جو خود اس کی جہت سے اس پر لازم ہوئے ہوں جیسے نفل، منت اور قسم کے روزے، ہاں جو روزے اس پر اللہ عزوجل کی جانب سے لازم ہوئے ہوں ان روزوں کو رکھنے سے شوہر بیوی کو منع نہیں کر سکتا جیسا کہ رمضان کے قضاء روزے۔ (ردالمحتار مع الدر المختار، ج03، ص478، مطبوعہ کوئٹہ)

بہارِ شریعت میں ہے: "رمضان اور قضائے رمضان کے لیے شوہر کی اجازت کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ اس کی ممانعت پر بھی رکھے۔" (بہار شریعت، ج01، ص1008، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا حاملہ عورت کو روزہ معاف ہے؟

مجیب: ابو حمزہ محمد حسان عطاری

مصدق: مفتی فضیل رضا عطاری

فتوی نمبر: 06

تاریخ اجراء: 07 رمضان المبارک 1442ھ/20 اپریل 2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص کا کہنا ہے کہ حاملہ عورت پر روزہ رکھنا ضروری نہیں، اسے روزہ معاف ہے، کیا یہی حکمِ شرع ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اس شخص کا مطلق اس طرح کہنا درست نہیں، صحیح مسئلہ یہ ہے کہ حاملہ کے لیے اس وقت روزہ چھوڑنا، جائز ہے جب اپنی یا بچے کی جان کے ضیاع کا صحیح اندیشہ ہو، اس صورت میں بھی اس کے لیے فقط اتنا جائز ہوگا کہ فی الوقت روزہ نہ رکھے، بعد میں اس کی قضا کرنا ہوگی، البتہ اس پر کفارہ نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ فدیہ دے گی، فقط روزے کی قضا کرے گی۔

فتاوی عالمگیری میں ہے: "الحامل والمرضع إذا خافتا على أنفسهما أو ولدهما أفطرتا وقضتا، ولا كفارة عليهما كذا في الخلاصة" ترجمہ: حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنی یا بچے کی جان کا اندیشہ ہو تو وہ روزہ چھوڑ سکتی ہیں اور اس کی قضا کریں گی، ان دونوں پر اس کا کفارہ نہیں۔ اسی طرح خلاصہ میں ہے۔ (فتاوی عالمگیری، جلد 1، صفحہ 207، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

امام عبد اللہ بن محمود بن مودود موصلی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "والحامل والمرضع إذا خافتا على ولديهما أو نفسيهما أفطرتا وقضتا لا غير، قياسا على المريض، والجامع دفع الحرج والضرر" ترجمہ: حاملہ اور مرضعہ کو اپنے بچے یا اپنی جان کا خوف ہو تو وہ روزہ چھوڑیں گی اور اس کی صرف قضا ہی کریں گی، ان کو مریض پر قیاس کیا گیا ہے اور دونوں میں وجہِ قیاس حرج اور ضرر کا دور کرنا ہے۔" (الاختیار لتعلیل المختار، ج 1، ص 144، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ عبد الغنی میدانی حنفی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ”والحامل والمرضع إذا خافتا على ولديهما أفطرتا وقضتا ولا فدية عليهما“ ترجمہ: حاملہ اور مرضعہ کو جب بچے کی جان کا خوف ہو تو روزہ چھوڑ دیں گی اور اس کی قضا کریں گی ان پر اس کا فدیہ نہیں ہے۔ (اللباب فی شرح الکتاب، ج2، ص83، مطبوعہ دار الکتاب العربي، بیروت)

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالی سنن ابی داود، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی کے حوالے سے حدیث نقل کرتے ہیں، حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ”حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی دو پڑھے گا) اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ سے روزہ معاف فرمادیا (کہ ان کو اجازت ہے کہ اُس وقت نہ رکھیں بعد میں وہ مقدار پوری کرلیں)۔“ (بہار شریعت، حصہ 5، صفحہ 1002 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مذکورہ حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ”یعنی ان تینوں شخصوں سے روزہ کا فوری وجوب معاف ہو چکا ہے، اگر چاہیں تو قضا کردیں، خیال رہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت پر بھی روزے کی قضا ہی واجب ہے، وہ فدیہ نہیں دے سکتیں، یہ ہی ہم احناف کا مذہب ہے یہ دونوں اس حکم میں مسافر کی طرح ہیں، نیز ان دونوں عورتوں کو قضاء کی اجازت جب ہے جبکہ انہیں روزہ سے اپنے بچہ پر خوف ہو۔“ (مراۃ المناجیح، ج3، ص186، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، لاھور)

تنبیہ: بلا علم مسائل شرعیہ بیان کرنا شرعا جائز نہیں ہے، ایسے شخص کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں توبہ کرنی چاہیے اور جن کو یہ غلط مسئلہ بیان کیا ہے ان کے سامنے اپنی غلطی کو بیان کرے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا یہ بات درست ہے کہ صبح دس بجے سے پہلے دوا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

مجیب: مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

فتوی نمبر: Nor-12099

تاریخ اجراء: 11 رمضان المبارک 1443ھ / 13 اپریل 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر روزہ دار پیٹ میں درد کی وجہ سے صبح دس بجے سے پہلے پہلے دوا پی لے، تو کیا اس کا وہ روزہ ٹوٹ جائے گا؟ ہمارے ہاں یہ بات مشہور ہے کہ صبح دس بجے سے پہلے دوا پی لینے سے وہ روزہ توڑنے والا نہیں کہلائے گا۔

مزید یہ بھی رہنمائی فرمادیں کہ روزہ ٹوٹنے کی صورت میں فقط قضا لازم آئے گی؟ یا پھر اس روزے کا کفارہ بھی دینا ہوگا؟؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اولاً تو یہ یاد رہے کہ روزے سے مراد مسلمان کا بہ نیّت عبادت مقررہ وقت میں نیت کرتے ہوئے صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے آپ کو قصداً کھانے پینے اور جماع سے باز رکھنا ہے۔ لہذا اس مخصوص وقت میں روزے دار نے اگر کچھ کھا پی لیا تو اس کا وہ روزہ ٹوٹ جائے گا، بشرطیکہ اسے اپنا روزہ دار ہونا یاد ہو۔ بلکہ فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق اگر کسی شخص کو یہ گمان تھا کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے اور وہ کھاتا پیتا رہا پھر بعد میں معلوم ہوا کہ سحری کا وقت تو ختم ہو چکا تھا، تو اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس روزے کی قضا کرے کہ اس کا وہ روزہ ادا نہیں ہوا۔

لہذا صورتِ مسئولہ میں دس بجے سے پہلے پہلے دوا پی لینے سے بلاشبہ اس شخص کا وہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔ البتہ اگر واقعی شدید ترین درد کی وجہ سے کسی صحیح عذر کی بنا پر دوا پی کر روزہ توڑا ہو جبکہ روزہ پورا کرنے کی کوئی صورت نہ ہو، تو اس صورت میں اس روزے کی فقط قضا لازم ہوگی۔ ورنہ اگر معمولی درد کی وجہ سے اس شخص نے دوا پی کر روزہ توڑ

دیا اور کفارے کی تمام شرائط پائی جائیں تو اس صورت میں قضا کے ساتھ ساتھ اس روزے کا کفارہ یعنی دو ماہ کے لگاتار روزے رکھنا بھی اس شخص پر لازم و ضروری ہو گا، جس کی پوری تفصیل کتبِ فقہ میں مذکور ہے۔

اس پوری تمہید سے یہ بات واضح ہوئی کہ صورتِ مسئولہ میں یہ سمجھ لینا کہ "صبح دس بجے سے پہلے دوا پی لینے سے وہ روزہ توڑنے والا نہیں کہلائے گا"، یہ ایک عوامی غلط فہمی ہے جس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہر مسلمان عاقل و بالغ مرد و عورت پر حسبِ حال علمِ دین حاصل کرنا فرض ہے جس میں کوتاہی کرنا جائز نہیں، لہذا جس پر روزے فرض ہیں اس پر روزے کے ضروری مسائل سیکھنا بھی فرض ہیں ورنہ بلا عذرِ شرعی ضروری مسائل سیکھنے میں کوتاہی کرنے کے سبب وہ گنہگار ہو گا۔

صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے سے رکنے کا نام روزہ ہے۔ جیسا کہ "الاختیار" میں ہے: "الصوم فی الشرع عبارۃ عن امساک مخصوص، وھو الامساک عن المفطرات الثلاث بصفۃ مخصوصۃ، وھو قصد التقرب من شخص مخصوص وھو المسلم بصفۃ مخصوصۃ، وھی الطھارۃ عن الحیض والنفاس فی زمان مخصوص، وھو بیاض النھار من ان یکون وھو ما بعد طلوع الفجر الثانی الی غروب الشمس" **یعنی عرفِ شرع میں روزہ کسی مسلمان کا بہ نیّتِ عبادت صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک اپنے آپ کو قصداً کھانے پینے اور جماع سے روکے رکھنے کا نام ہے، نیز عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا بھی ضروری ہے۔**" (الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الصوم، ج 01، ص 161، مطبوعہ پشاور)

بہار شریعت میں ہے: "**روزہ عرف شرع میں مسلمان کا بہ نیّت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا، عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔**" (بہار شریعت، ج 01، ص 966، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

روزے کے کفارے کے احکام کے متعلق فتاوی رضویہ میں مذکور ہے: "ساٹھ کا حکم کفارہ میں ہے کہ کسی نے **بلاعذر شرعی رمضان المبارک کا ادا روزہ جس کی نیت رات سے کی تھی بالقصد کسی غذا یا دوا یا نفع رساں شئی سے توڑ ڈالا اور شام تک کوئی ایسا عارضہ لاحق نہ ہوا جس کے باعث شرعاً آج روزہ رکھنا ضرورت نہ ہوتا تو اُس جُرم کے جرمانہ میں ساٹھ روزے پے درپے رکھنے ہوتے ہیں ویسے جو روزہ نہ رکھا ہو اس کی قضا صرف ایک روزہ ہے واللہ تعالٰی اعلم۔**"
(فتاوی رضویہ، ج 10، ص 519، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نیز بہارِ شریعت میں ہے: "**کوئی غذا یا دوا کھائی یا پانی پیا یا کوئی چیز لذّت کے لیے کھائی یا پی۔۔۔** تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفّارہ دونوں لازم ہیں۔" (بہارِ شریعت، ج 01، ص 991، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ملتقطاً)

نوٹ: روزے سے متعلق ضروری احکام جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب **"فیضانِ رمضان، صفحہ 71 تا 158"** سے **"احکامِ روزہ"** کا مطالعہ بے حد مفید رہے گا۔ اس کتاب کو دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ بھی کر سکتے ہیں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کیا مرد حضرات گھروں میں اعتکاف کرسکتے ہیں؟



ریفرنس نمبر:Aqs 1816 تاریخ:09-05-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا مرد حضرات گھروں میں اعتکاف کر سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مردوں کے اعتکاف کے لیے مسجد شرط ہے، مسجد کے علاوہ گھروں میں خواہ مسجدِ بیت ہو یا کوئی جائے نماز کہیں بھی مردوں کا اعتکاف نہیں ہو سکتا، گھروں میں فقط عورتوں کے لیے مسجدِ بیت (یعنی گھروں میں نماز کے لیے مخصوص جگہ) پر اعتکاف ہوتا ہے، مردوں کا نہیں۔

یاد رہے کہ رمضان شریف کے آخری دس دنوں کا اعتکاف سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر پورے شہر میں سے کسی نے بھی نہ کیا، تو سب سے اس کا مطالبہ رہے گا، اور اگر کسی ایک نے بھی کر لیا، تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے۔

اللہ عزوجل قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ﴾ ترجمہ کنز الایمان:"اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو۔"

اس آیت کے تحت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں:"مردوں کے اعتکاف کے لئے مسجد ضروری ہے۔" (پارہ2، سورۃ البقرۃ، آیت 187)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:"ولا اعتکاف الا في مسجد جامع "ترجمہ:(مردوں کا) اعتکاف نہیں ہو گا، مگر جامع مسجد میں۔ (سنن ابی داؤد، جلد2، صفحہ333، مطبوعہ بیروت)

اس کے تحت **جامع** کی قید استحبابی ہونے سے متعلق مرآۃ المناجیح میں ہے:"اگر اس سے جمعہ والی مسجد مراد ہو جہاں نماز جمعہ بھی ہوتی ہو، تو یہ **حکم استحبابی ہے** کہ جمعہ والی مسجد میں اعتکاف مستحب ہے۔(اعتکاف) **جائز تو ہر مسجد میں ہے**۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:﴿وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ﴾" (مرأۃ المناجیح، جلد3، صفحہ216، مطبوعہ ضیاء القرآن، لاھور)

شرح بخاری لابن بطال میں ہے:"وأجمع العلماء أن الاعتکاف لا یکون إلا فی المساجد "ترجمہ: علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ (مردوں کا) اعتکاف صرف و صرف مسجد میں ہی ہوگا۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطال، جلد4، صفحہ161، مطبوعہ مکتبہ رُشد، ریاض)

بدائع الصنائع میں ہے:"اما الذی یرجع الی المعتکف فیه فالمسجد و انه شرط فی نوعی الاعتکاف الواجب و التطوع "ترجمہ: بہر حال جس جگہ اعتکاف کیا جائے، اس کی شرائط: تو اس کے لیے مسجد ہونا شرط ہے اور یہ نفلی اور واجبی دونوں طرح کے اعتکاف کے لیے شرط ہے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الاعتکاف، شرائط الصحۃ، جلد2، صفحہ280، مطبوعہ کوئٹہ)

مردوں کا اعتکاف مسجدِ بیت میں نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:"مساجد البیوت فإنه لا یجوز الاعتکاف فیھا

إلا للنساء كذا في القنية" ترجمہ: مسجدِ بیت میں عورتوں کے علاوہ کسی کا اعتکاف جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ قنیہ میں ہے۔

(الفتاوی الهندیه، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد، ج5، ص321، مطبوعه بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے: "مسجد میں اللہ (عزوجل) کے لیے نیّت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے۔۔۔ **مسجد جامع ہونا اعتکاف کے لیے شرط نہیں بلکہ مسجد جماعت میں بھی ہو سکتا ہے۔** مسجد جماعت وہ ہے جس میں امام و مؤذن مقرر ہوں، اگرچہ اس میں پنجگانہ جماعت نہ ہوتی ہو اور **آسانی اس میں ہے کہ مطلقاً ہر مسجد میں اعتکاف صحیح ہے اگرچہ وہ مسجد جماعت نہ ہو،** خصوصاً اس زمانہ میں کہ بھتیری (بہت سی) مسجدیں ایسی ہیں جن میں نہ امام ہیں نہ مؤذن۔"

(بہارِ شریعت، ح5، ج1، ص1020، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عورتوں کے اعتکاف سے متعلق بہارِ شریعت میں ہے: "عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے، بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اُس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے، جسے مسجدِ بیت کہتے ہیں اور عورت کے لیے یہ مستحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کرلے اور چاہیے کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ کہ اس جگہ کو چبوترہ وغیرہ کی طرح بلند کرلے۔"

(بہارِ شریعت، ح5، ج1، ص1021، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف سنتِ موکدہ علی الکفایہ ہونے کے متعلق درر الحکام میں ہے: "وهو واجب في المنذور **وسنة مؤكدة في العشرة الأخيرة من رمضان**" ترجمہ: منت مانی ہو، تو اعتکاف واجب ہے اور رمضان شریف کے آخری دس دنوں کا اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے۔

اس کے تحت سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہونے سے متعلق حاشیہ شرنبلالی میں ہے: "أي سنة كفاية للاجماع على عدم ملامة بعض أهل بلد إذا أتى به بعض منهم في العشر الأخير من رمضان كذا في البرهان" ترجمہ: یعنی سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ جب کسی شہر میں بعض لوگ رمضان شریف کے آخری دس دنوں کا اعتکاف کرلیں، تو باقیوں پر کوئی ملامت نہیں ہوگی۔ جیسا کہ برہان میں ہے۔

(حاشیہ شرنبلالی علی درر الحکام، ج1، ص212، مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت)

مجمع الانہر میں اس کو سنت موکدہ علی الکفایہ قرار دے کر فرمایا: "لو ترك أهل بلدة بأسرهم يلحقهم الإساء وإلا فلا" ترجمہ: اگر تمام شہر والے چھوڑ دیں گے، تو ہی ان کو اساءت (یعنی سنتِ موکدہ چھوڑنے والی وعید) لاحق ہوگی، ورنہ نہیں۔

(مجمع الانہر، جلد1، صفحہ255، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں فرماتے ہیں: "یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے کہ **اگر سب ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر میں ایک نے کرلیا تو سب بری الذمہ۔**"

(بہارِ شریعت، حصہ 5، جلد1، صفحہ1021، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری



کتبـــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری مدنی

15 رمضان المبارک 1441ھ/09 مئی 2020ء

مسجدِ بیت میں میاں بیوی کا ایک ساتھ رہنا

مجیب: مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضانِ مدینہ اپریل 2022

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

ایک اسلامی بہن اپنے بیڈ روم کے ایک حصے میں مسجد بیت کی نیت کر کے وہاں دس روزہ سنتِ اعتکاف میں بیٹھی ہیں، یہ رہنمائی فرمادیں کہ اعتکاف کے دوران اس کا شوہر اس کمرے میں اپنی بیوی کے ساتھ ایک بستر پر سو سکتا ہے یا نہیں؟ بیوی مسجدِ بیت میں رہتے ہوئے شوہر کا سر وغیرہ دبا سکتی ہے؟ اعتکاف میں شوہر کے ساتھ رہنے کی کوئی ممانعت ہے یا نہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

اعتکاف کے دوران بیوی کا مسجدِ بیت میں اپنے شوہر کا سر دبانے کے لیے شوہر کو چھونا جائز ہے جبکہ بیوی کو شہوت نہ ہو۔البتہ ایک ہی بستر پر دونوں کو سونے سے بچنا چاہیے۔

یادرہے جس طرح احرام کی حالت میں جماع و مُقَدّماتِ جماع حرام ہیں یونہی اعتکاف کے دوران بیوی کے لیے جماع اور مقدمات جماع حرام ہیں، مقدمات جماع سے مراد ایسے افعال جو جماع کی طرف لے جانے والے ہوں اور فقہائے کرام کے کلام میں مقدمات جماع کی درج ذیل مثالیں بیان کی گئیں ہیں: گلے ملنا، شہوت کے ساتھ بوسہ لینا، یا شہوت کے ساتھ چھونا، مباشرتِ فاحشہ وغیر ذالک۔لہٰذا اعتکاف میں شوہر ساتھ ہو تو دن ہو یا رات بہر صورت جماع و مقدمات جماع سے اپنے آپ کو بچانا ضروری ہے، ورنہ بیوی فعلِ حرام میں مبتلا ہو کر گناہ گار ہو گی، نیز جماع کی صورت میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا، اور مقدماتِ جماع کی صورت میں اگر بیوی کو انزال ہو جائے تب بھی اعتکاف فاسد ہو جائے گا، ہاں اگر مقدماتِ جماع کی صورت میں بیوی کو انزال نہیں ہوا تو اس کا اعتکاف فاسد نہیں ہو گا۔

البحرالرائق میں ہے: ” (ویحرم الوطء ودواعیہ) لقولہ تعالی وَلَا تُبَاشِرُوۡھُنَّ وَاَنۡتُمۡ عٰکِفُوۡنَ فِی الۡمَسٰجِدِ لان المباشرۃ تصدق علی الوطء ودواعیہ فیفید تحریم کل فرد من افراد المباشرۃ جماع او غیرہ“یعنی

اعتکاف کی حالت میں جماع اور مقدمات جماع حرام ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ جب تم مسجد میں اعتکاف میں بیٹھے ہو تو عورتوں سے مباشرت نہ کرو، کیونکہ مباشرت جماع اور مقدمات جماع دونوں پر صادق آتی ہے لہٰذا آیت مباشرت کے ہر فرد کے حرام ہونے کا افادہ کررہی ہے، چاہے جماع ہو یا غیر جماع۔(البحرالرائق، 532/2)

النھرالفائق میں ہے:"وحرم علیہ ایضاً (دواعیہ) من المس والقبلۃ کمافی الحج والعمرۃ"یعنی معتکف پر مقدمات جماع، چھونا بوسہ لینا بھی حرام ہے جیسا کہ حج و عمرہ میں یہ فعل حرام ہے۔(النھرالفائق، 48/2)

ردالمحتار میں ہے:"الزوجۃ معتکفۃ فی مسجد بیتھا فیاتیھا فیہ زوجھا فیبطل اعتکافھا"یعنی بیوی اپنی مسجد بیت میں اعتکاف میں بیٹھی ہو اس میں شوہر بیوی سے قربت کرے تو بیوی کا اعتکاف باطل ہو جائے گا۔
(ردالمحتار، 509/3)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرّحمہ فرماتے ہیں:"معتکف کو وطی کرنا اور عورت کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا حرام ہے۔ جماع سے بہر حال اعتکاف فاسد ہو جائے گا، انزال ہو یا نہ ہو قصداً ہو یا بھولے سے مسجد میں ہو یا باہر رات میں ہو یا دن میں، جماع کے علاوہ اوروں میں اگر انزال ہو تو فاسد ہے ورنہ نہیں، احتلام ہو گیا یا خیال جمانے یا نظر کرنے سے انزال ہوا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔"(بہارشریعت، 1025/1)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

میاں بیوی کا روزہ کی حالت میں ایک دوسرے کو چھونا

مجیب: ابوالفیضان مولانا عرفان احمد عطاری

فتوی نمبر: WAT-2471

تاریخ اجراء: 10 شعبان المعظم 1445ھ / 21 فروری 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا میاں بیوی دورانِ روزہ ایک دوسرے کو چھو سکتے ہیں؟ اس سے اگر شہوت آ جائے، تو روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

روزے کی حالت میں میاں بیوی کا ایک دوسرے کے بدن کو چھونا مکروہ ہے، جب کہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا (یعنی منی شہوت کے ساتھ جدا ہو کر نکل جائے گی) یا جماع میں مبتلا ہو جائیں گے اور صرف شہوت آنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، ہاں اگر بیوی سے بوس و کنار وغیرہ کرنے یا چھونے سے انزال ہو گیا (یعنی منی شہوت کے ساتھ جدا ہو کر نکل گئی) تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

در مختار میں ہے "(و) کرہ (قبلة) ومس ومعانقة۔۔۔ (إن لم يأمن) المفسد" ترجمہ: روزے دار کے لئے بوسہ لینا، بدن چھونا اور معانقہ کرنا مکروہ ہے جبکہ روزہ توڑنے والی چیز سے امن نہ ہو۔

اس کے تحت رد المحتار میں ہے "(قوله: إن لم يأمن المفسد) أي الإنزال أو الجماع إمداد" ترجمہ: (مصنف کا قول: روزہ توڑنے والی چیز سے امن نہ ہو) یعنی انزال و جماع سے، امداد۔ (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصوم، ج 2، ص 417، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے، جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہو گا۔ (بہار شریعت، ج 1، حصہ 5، ص 997، مکتبۃ المدینہ)

محیط برہانی میں ہے "في «البقالي»: مس الصائم امرأته، وأمذى لا يفسد صومه" ترجمہ: بقالی میں ہے کہ روزہ دار نے اپنی بیوی کو چھوا، جس سے صرف اس کی مذی نکلی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (محیط برہانی، کتاب الصوم، ج 2، ص 386، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

فتاوی ہندیہ میں ہے ” وإذاقبل امرأته، وأنزل فسد صومه۔۔۔والمس والمباشرة والمصافحة والمعانقة كالقبلة، كذافي البحر الرائق ”ترجمہ: آدمی نے اپنی بیوی کا بوسہ لیا اور اسے انزال ہو گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا، اور چھونے، مباشرت، مصافحے اور معانقے کا وہی حکم ہے جو بوسہ لینے کا ہے۔(فتاوی ہندیۃ، کتاب الصوم، ج 1، ص 204، دار الفکر، بیروت)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اعتکاف کے دوران حیض آنے پر عورت کا مسجدِ بیت سے نکلنے کا حکم

مجیب: ابو مصطفی محمد کفیل رضا مدنی

فتوی نمبر: Web-896

تاریخ اجراء: 16 رمضان المبارک 1444ھ/07 اپریل 2023ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

آخری عشرے کا اعتکاف اسلامی بہن کر رہی ہو، اس دوران حیض آجانے کی وجہ سے اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے، تو کیا اعتکاف کی جگہ سے باہر جاسکتی ہے؟ اور حیض کی وجہ سے جو اعتکاف ٹوٹ گیا، تو بعد میں اس کی قضا کیسے کرے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

رمضان المبارک کے آخری عشرے کے اعتکاف کے دوران اگر عورت کو حیض آجائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ جب اعتکاف باقی نہ رہا، تو اعتکاف کی جگہ میں ٹھہرنے کی حاجت نہیں ہے، اس جگہ سے باہر نکل سکتی ہے۔ نیز مذکورہ صورت میں اعتکاف ٹوٹنے پر بعد میں ایک دن کی (بحالتِ روزہ) قضا کرے، پورے دس دن کی قضا واجب نہیں۔

بہارِ شریعت میں ہے: "اعتکاف کی قضا صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا مثلاً بیمار ہو گیا یا بلا اختیار چھوٹا مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آیا یا جنون و بے ہوشی طویل طاری ہوئی، ان میں بھی قضا واجب ہے۔۔۔ اعتکاف مسنون کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا کرے، پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں۔" (بہارِ شریعت ملتقطا، جلد 1، حصہ 5، صفحہ 1028، 1029، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حالت حیض میں چھوٹنے والے روزوں کا حکم

مجیب: عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ

فتوی نمبر:WAT-956

تاریخ اجراء: 06 محرم الحرام 1443ھ /06 اگست 2022ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

مخصوص ایام کی وجہ سے جو روزے چھوٹ جاتے ہیں، ان کی قضاء لازم ہو گی یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مخصوص ایام میں عورت کو نمازیں اور روزے رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ اس حالت میں جو نمازیں چھوٹیں گی، ان کی تو قضا لازم نہیں ہے، کیونکہ نمازیں قضا کرنے میں عورت کے لیے مشقت ہے اور دین میں مشقت و حرج نہیں، لیکن روزے چونکہ سال میں ایک دفعہ آتے ہیں اور مخصوص ایام بھی دس یا اس سے کم ہی ہوتے ہیں، تو ان کی قضاء میں نمازوں کی طرح مشقت نہیں، لہذا پاک ہو جانے کے بعد چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرنا لازم ہو گی۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حیض اور روزے سے متعلق ایک مسئلہ

مجیب: ابو محمد محمد سرفراز اختر عطاری

مصدق: مفتی فضیل رضا عطاری

فتوی نمبر: 08

تاریخ اجراء: 07 رمضان المبارک 1442ھ/20 اپریل 2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ 2 رمضان کو عورت کو عادت کے مطابق حیض آیا اور عادت کے مطابق 7 رمضان کو ختم بھی ہو گیا، پھر دوبارہ 14 رمضان کو خون آ گیا تو کیا یہ حیض شمار ہو گا؟ اور اس سے روزہ ٹوٹ گیا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

دو حیضوں کے درمیان کم از کم پندرہ دن فاصلہ ضروری ہوتا ہے، پندرہ دن سے پہلے آنے والا خون حیض نہیں بلکہ استحاضہ یعنی بیماری کا خون ہوتا ہے، لہذا چودہ رمضان کو جو خون آیا وہ حیض نہیں، بلکہ استحاضہ ہے اور استحاضہ چونکہ نماز و روزہ کے منافی نہیں ہوتا، لہذا عورت کا روزہ بھی نہ ٹوٹا۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے: ”(وأقل الطهر) بين الحيضتين أو النفاس والحيض (خمسة عشر يوماً) ولياليها اجماعا“ ترجمہ: دو حیضوں یا حیض و نفاس کے درمیان کم سے کم فاصلہ بالاتفاق پندرہ دن رات ہے۔ (تنویر الابصار و در مختار مع رد المحتار، ج1، ص524، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: ”دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضرور ہے۔ یوہیں نفاس و حیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آیا تو یہ استحاضہ ہے۔“ (بہار شریعت، ج1، ص373، مطبوعہ مکتبہ المدینہ، کراچی)

استحاضہ کا حکم بیان کرتے ہوئے عالمگیری میں ہے: ”دم الاستحاضة لا يمنع الصلاة ولا الصوم ولا الوطئ“ ترجمہ: استحاضہ کا خون نماز، روزہ اور وطی کو منع نہیں کرتا۔ (عالمگیری، ج1، ص39، مطبوعہ کوئٹہ)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

حیض سے فارغ ہو کر غسل سے پہلے روزہ رکھنا

مجیب: عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ

فتوی نمبر: WAT-878

تاریخ اجراء: 08ذیقعدۃ الحرام1443ھ /08جون2022ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

اگر عورت کا حیض صبح فجر کا وقت شروع ہونے سے پہلے ختم ہو گیا، لیکن اس نے ابھی غسل نہیں کیا اور روزہ رکھ لیا اور پھر روزہ رکھنے کے بعد اس نے غسل کیا، تو کیا اس کا روزہ ہو جائے گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورتِ مسئولہ میں روزہ درست ہو جائے گا، اس لیے کہ حکمِ شرعی یہ ہے کہ اگر حیض و نفاس والی عورت صبح صادق سے پہلے پاک ہو جائے اور وہ غسل کئے بغیر سحری کر کے روزہ رکھ لے، تو اس کا روزہ درست ہو جاتا ہے، بلکہ فرض روزہ ہو، تو اسے روزہ رکھنا ضروری ہو گا، جبکہ روزہ معاف ہونے کا کوئی عذر نہ ہو۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ روزے کی حالت میں فرض غسل بھی ہو جاتا ہے، لہذا روزہ رکھنے کے بعد غسل کر سکتے ہیں البتہ روزے کی حالت میں غسل کرتے وقت غرغرہ نہ کرے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ نہ کرے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اگر صبح صادق سے پہلے غسل نہیں کرنا تو کم از کم ناک میں پانی چڑھانے اور کلی کرنے والے فرائض سحری کے وقت میں ہی ادا کر لے اور پورے جسم پر پانی پہنچانے والا فرض چاہے تو صبح صادق کے بعد ادا کر لے۔

بہر حال اس پر لازم ہو گا کہ غسل کر کے فجر کے وقت میں نمازِ فجر ادا کرے، کیونکہ اگر غسل فرض ہو، تو اس میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز ہی قضا ہو جائے، یہ ناجائز و حرام ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حیض کے ایام کے بعد لاعلمی کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے تو حکم

مجیب: مولانا محمد ماجد رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-1365

تاریخ اجراء: 03 رجب المرجب 1445ھ / 15 جنوری 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

ہندہ تقریباً ساڑھے گیارہ سال کی تھی، اب تک روزے فرض نہیں تھے، گھر والے بھی نہیں رکھواتے تھے، ان کی روزہ کشائی بھی نہیں ہوئی تھی، اسی سال وہ رمضان کی 9 تاریخ کو بالغہ ہوگئی اور اسی سال 28 رمضان کو اس کی روزہ کشائی تھی، اب ماہواری کے دنوں میں، تو رخصت تھی روزہ نہ رکھنے کی اور ماہواری کے بعد بقیہ جو دن طہر کے گزرے تھے، اس میں انہوں نے مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا تھا، اس کے ذہن میں یہ تھا کہ روزہ کشائی کے بعد ہی روزے رکھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں تھا، اب وہ ان روزوں کی قضا کر رہی ہے۔ معلوم یہ کرنا تھا کہ آیا اس کے یہ روزے نہ رکھنے کا گناہ اس پر ہوگا جبکہ وہ لاعلمی کی وجہ سے تھا؟ نیز ان روزوں کو چھوڑنے کی وجہ سے کوئی کفارہ تو ادا نہیں کرنا ہوگا؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں ہندہ پر ان تمام روزوں کی فقط قضا فرض ہے جو اس نے بالغہ ہونے کے بعد نہیں رکھے اس صورت میں کفارہ نہیں۔ خیال رہے کہ جو روزے ماہواری کی وجہ سے چھوڑے ان کی بھی قضا کرنی ہوگی ہاں ان روزوں کو چھوڑنے کا گناہ نہیں البتہ ماہواری کے بعد لاعلمی کے سبب روزے چھوڑنے کی وجہ سے ہندہ گناہگار ہے اور اس پر قضا کے ساتھ ساتھ توبہ بھی فرض ہے لاعلمی کوئی عذر نہیں بلکہ اس معاملے میں لاعلمی خود ایک گناہ ہے ہندہ پر لازم ہے کہ فوراً اپنی ضرورت کے شرعی مسائل سیکھے۔

وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حیض کی وجہ سے پچھلے سال روزے نہیں رکھے تو اس سال رمضان کا اعتکاف کرنا

مجیب: مولانا جمیل احمد غوری عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-1133

تاریخ اجراء: 10 رمضان المبارک 1445ھ / 01 اپریل 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

ایک اسلامی بہن نے گزشتہ سال حیض آنے کی وجہ سے سات روزے نہیں رکھے اور ابھی تک ان کی قضا بھی نہیں کی کہ رمضان شروع ہو گیا، تو کیا اس صورت میں وہ اسلامی بہن اعتکاف کر سکتی ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

پچھلے رمضان کے قضا روزے ذمہ پر باقی ہوں تو اس سے اعتکاف پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، ایسی عورت (جس پر پچھلے قضا روزے باقی ہوں وہ) بھی اعتکاف کر سکتی ہے اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں، البتہ رمضان کے بعد پچھلے روزے جلد از جلد قضا کر لئے جائیں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حیض میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا لازم ہے؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat



کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ حیض کے دنوں میں جو نماز روزے چھوٹ گئے ان کی بعد میں قضا لازم ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

حیض کے دنوں کی نمازیں معاف ہیں، ان کی قضا نہیں، البتہ اس دوران رمضان کے جتنے روزے رہ گئے، وہ بعد میں قضا رکھنے ہوں گے۔

حدیثِ پاک میں ہے:"عن عائشة كان يصيبنا ذلك فنؤمر بقضاء الصوم و لا نؤمر بقضاء الصلاة"یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ماہواری میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کا ہمیں حکم دیا گیا لیکن نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا گیا۔ (الصحیح لمسلم، جلد1، صفحہ153، مطبوعہ کراچی)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:"ان دِنوں میں نمازیں معاف ہیں، ان کی قضا بھی نہیں اور روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔" (بہار شریعت، جلد1، صفحہ380، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم



الجواب صحیح

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

سید مسعود علی عطاری مدنی

15 جمادی الاولی 1442ھ/31 دسمبر 2020ء

رمضان میں دن میں حیض سے پاک ہوئی تو بقیہ دن کیسے گزارے

مجیب: ابوحذیفہ محمد شفیق عطاری

فتوی نمبر: WAT-967

تاریخ اجراء: 12 محرم الحرام 1444ھ / 12 اگست 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

اگر کوئی عورت رمضان میں دن کے وقت مثلاً ظہر میں غسل کر کے حیض سے پاک ہو جائے، تو کیا وہ بقیہ دن کھانا پینا جاری رکھ سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں ایسی عورت کے لئے بقیہ دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے، جبکہ کوئی اور عذر نہ ہو۔ اس بارے میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو دن کے کسی حصہ میں ایسی حالت میں ہو گیا کہ اس کی یہ حالت اگر دن کی ابتدا میں (یعنی سحری کے وقت) ہوتی، تو اس پر روزہ رکھنا لازم ہوتا، تو ایسے شخص کے لئے روزہ نہ ہونے کے باوجود بقیہ دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہوتا ہے اور فقہائے کرام نے اس اصول کے تحت بیان کردہ مثالوں میں واضح طور پر ایسی عورت کا ذکر بھی فرمایا جو سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد حیض و نفاس سے پاک ہوئی۔ لہذا جب عورت ظہر کے وقت حیض سے پاک ہو گئی اور اس کے علاوہ بھی کوئی عذر نہیں، مثلاً وہ شرعی مسافر نہیں، وغیرہ وغیرہ، تو بقیہ دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہو گا، کچھ کھائے پیئے گی، تو گناہ گار ہو گی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رمضان میں عورت کے مخصوص ایام کا ایک اہم مسئلہ

مجیب: مولانا سرفراز صاحب زید مجدہ

مصدق: مفتی فضیل صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ رمضان المبارک 1442ھ مئی 2021

دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ 02 رمضان کو عورت کو عادت کے مطابق حیض آیا اور عادت کے مطابق 07 رمضان کو ختم بھی ہو گیا پھر دوبارہ 14 رمضان کو خون آگیا تو کیا یہ حیض شمار ہو گا؟ اور اس سے روزہ ٹوٹ گیا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

دو حیضوں کے درمیان کم از کم پندرہ دن فاصلہ ضروری ہوتا ہے، پندرہ دن سے پہلے آنے والا خون حیض نہیں بلکہ استحاضہ یعنی بیماری کا خون ہوتا ہے، لہٰذا چودہ رمضان کو جو خون آیا وہ حیض نہیں، بلکہ استحاضہ ہے اور استحاضہ چونکہ نماز و روزہ کے منافی نہیں ہوتا، لہٰذا عورت کا روزہ بھی نہ ٹوٹا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

روزے کی حالت میں حیض آجائے تو کیا حکم ہے؟

مجیب: مفتی فضیل رضا عطاری

فتوی نمبر:27

تاریخ اجراء: 07رمضان المبارک1442ھ/20اپریل2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگرکسی عورت کو روزے کی حالت میں حیض کاخون آجائے تواس صورت میں اس کا یہ روزہ ہوگا یانہیں؟ نیز اگر روزہ نہیں ہوگا توکیایہ دن کے بقیہ حصے میں کھاپی سکتی ہے یانہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگرروزے کی حالت میں عورت کو حیض آجائے تواس دن کاروزہ نہیں ہوگا،دیگرایامِ حیض کی طرح اس دن کے روزے کی بھی بعدمیں قضاکرنی ہوگی۔نیزاس صورت میں عورت پربقیہ دن روزہ دار کی طرح گزارنا،واجب نہیں، کھاناوغیرہ کھاسکتی ہے،البتہ بہتر یہ ہے کہ چھپ کر کھاناوغیرہ کھائے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:"واذا حاضت المراۃ او نفست افطرت، کذا فی الھدایۃ"ترجمہ:اوراگر عورت کو حیض یانفاس کاخون آجائے،توٹوٹ جائے گا،جیساکہ ہدایہ میں ہے۔(فتاوی عالمگیری، جلد1،صفحہ207، مطبوعہ کوئٹہ)

بہارشریعت میں ہے:"عورت کوجب حیض ونفاس آگیاتوروزہ جاتارہا۔۔۔حیض ونفاس والی کے لیے اختیارہے کہ چھپ کرکھائے یاظاہراً،روزہ(دار)کی طرح رہنا،اس پرضروری نہیں۔مگرچھپ کرکھانااولی ہے خصوصاًحیض والی کے لیے۔ملخصا"(بہارشریعت، جلد1، صفحہ1004، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

روزے کی حالت میں حیض آنے کا حکم

مجیب: ابو مصطفیٰ کفیل عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-146

تاریخ اجراء: 13 رمضان المبارک 1443ھ / 15 اپریل 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر افطار سے پانچ منٹ پہلے کسی کو حیض آگیا تو روزے کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

روزے کی حالت میں حیض شروع ہو گیا تو روزہ فاسد ہو گیا اگرچہ افطار سے پانچ منٹ پہلے شروع ہوا۔ اس روزے کی قضا لازم ہے۔

بہار شریعت میں ہے: "روزے کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا اس کی قضا رکھے"۔

(بہار شریعت، جلد: 1، صفحہ: 382، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

روزے کے دوران حیض آنے کے احکام

مجیب: ابوصدیق محمد ابوبکر عطاری

فتوی نمبر: WAT-863

تاریخ اجراء: 27ذوالحجۃ الحرام1443ھ /27جولائی2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

اگر کسی نے روزہ رکھا ہوا تھا کہ افطار سے پانچ یا دس منٹ پہلے اسے حیض آگیا تو وہ روزہ توڑ دے گی یا پورا کرے گی؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر روزے کے دوران حیض آگیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد عورت کھاپی سکتی ہے۔ البتہ اگر رمضان کا روزہ ہے تو اولی یہ ہے کہ سرعام نہ کھائے بلکہ چھپ کر کھائے۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ روزے کے دوران حیض آگیا تو پاک ہونے پر اس روزے کی قضا لازم ہوگی۔

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہ اَعۡلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

روزے کے دوران حیض آئے تو کھانا پینا کیسا؟

فتوی نمبر: WAT-461

تاریخ اجراء: 20جمادی الاخری1443ھ/24جنوری2022

دارالافتاءاہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

اگر کسی عورت نے رمضان کا روزہ رکھا ہو اور اس کو دس بجے سے پہلے روزے کی حالت میں حیض آجائے، تو آپ نے بتادیا کہ اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔اب سوال یہ ہے کہ روزہ ٹوٹنے کے بعد ایسی عورت کے لئے کھانا، پینا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

کسی عورت نے روزہ رکھا ہوا تھا اور حیض کی وجہ سے اس کا روزہ ٹوٹ گیا، تو روزہ ٹوٹنے کے بعد اس کے لئے کھانا پینا جائز ہے، البتہ اگر رمضان کا مہینہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ سب کے سامنے کھانے پینے سے پرہیز کرے۔رمضان کا مہینہ نہ ہو مثلاً قضا یا نفلی روزہ رکھا ہو اور حیض آجائے تو اس کے بعد سب کے سامنے کھانے پینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ

عورت کو روزہ کی حالت میں حیض یا نفاس آجائے تو کیا وہ کھا پی سکتی ہے؟

مجیب: ابو محمد محمد سرفراز اختر عطاری
مصدق: مفتی فضیل رضا عطاری

فتوی نمبر: Har-3935

تاریخ اجراء: 14 جمادی الثانی 1438ھ/14 مارچ 2017ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ روزے کے دوران عورت کو اگر حیض یا نفاس آجائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اگر ٹوٹ جاتا ہے تو کھانے پینے سے متعلق کیا حکم ہے؟ بعض کہتے ہیں اگر زوال سے پہلے حیض و نفاس کی وجہ سے ٹوٹے، تو کھا پی سکتی ہے اور اگر زوال کے بعد ٹوٹے تو روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے اب کھانا پینا جائز نہیں ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

روزہ کے لیے عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے، کیونکہ حیض و نفاس روزہ کے منافی ہیں، لہذا دورانِ روزہ عورت کو اگر حیض یا نفاس آجائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور عورت پر اس روزہ کی قضا لازم ہو گی۔ عورت کا حیض و نفاس آنے سے جب روزہ ٹوٹ گیا تو چاہے زوال سے پہلے ٹوٹا یا بعد میں بہر صورت اس کے لئے روزہ داروں کی مشابہت واجب نہیں یعنی وہ کھا پی سکتی ہے، جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے خصوصا حیض والی کے لئے کہ سب کے سامنے کھانے پینے سے پرہیز کرے۔

وَاللهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

کن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم آتا ہے؟

مجیب: عبدہ المذنب محمد نوید چشتی عفی عنہ

مصدق: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 28

تاریخ اجراء: 07 رمضان المبارک 1442ھ/20 اپریل 2021ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ روزہ توڑنے پر کفارہ لازم آنے کے حوالے سے مکمل ضابطہ کیا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

رمضان مبارک میں روزہ دار مکلّف مقیم نے ادائے رمضان کا روزہ رکھا، جس کی نیت رات سے کی تھی اور بغیر جبر و اکراہ شرعی اور بھول کے کسی آدمی کے ساتھ جو قابلِ شہوت ہے، اُس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا، انزال ہوا ہو یا نہیں یا اس روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا یا اس روزے دار نے بغیر عذر صحیح اور بغیر جبر و اکراہ شرعی اور بھول کے کوئی غذا یا دوا کھائی یا پانی پیا یا کوئی نفع رساں چیز کھائی، یا کوئی چیز لذّت کے لیے کھائی یا پی یا کوئی ایسا فعل کیا جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اس نے گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھا پی لیا تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں، البتہ اگر ان تمام صورتوں میں کہ جن میں افطار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کر لیا اگر کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ اہلِ شہر کا اس پر اعتماد ہو، اس کے فتویٰ دینے پر اس نے قصداً کھا لیا یا اس نے کوئی حدیث سنی تھی جس کے صحیح معنی نہ سمجھ سکا اور اس غلط معنی کے لحاظ سے جان لیا کہ روزہ جاتا رہا اور قصداً کھا لیا تو اب کفّارہ لازم نہیں، اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا یا جو حدیث اس نے سنی وہ ثابت نہ ہو۔

کفارہ لازم ہونے کے لیے ان تمام صورتوں کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد اسی دن میں افطار سے پہلے کوئی آسمانی عذر مثل حیض، نفاس یا ایسا مرض جس کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے یا توڑنے کی اجازت ہو، وغیرہ پیدا نہ ہو، کیونکہ اگر اسی دن روزہ توڑنے کے بعد عورت کو حیض یا نفاس شروع ہو گیا، یا روزہ توڑنے والے کو ایسی بیماری لگ گئی جس کی وجہ سے اس کے لیے روزہ نہ رکھنے کی شرعاً اجازت ہے تو اب صرف قضا لازم ہو گی، کفارہ لازم نہیں ہو گا۔

جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفّارہ لازم نہیں ان میں یہ بھی شرط ہے کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور معصیت کا قصد نہ کیا ہو، ورنہ ان میں بھی کفّارہ دینا ہو گا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

گندے مناظر سے روزہ دار کو احتلام ہو جائے تو کیا حکم ہے ؟

مجیب: ابو الفیضان عرفان احمد مدنی

فتوی نمبر: WAT-1007

تاریخ اجراء: 25 محرم الحرام 1444ھ /24 اگست 2022ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

زید نے موبائل پر ایسے فحش مناظر دیکھے جس سے اسے احتلام ہو گیا مگر اس نے مشت زنی نہیں کی۔ کیا اس کا روزہ جاتا رہا؟ اگر روزہ ٹوٹ گیا ہے تو کیا اس کی قضا واجب ہو گی یا کفارہ بھی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

فحش مناظر دیکھنا سخت ناجائز و گناہ ہے اور معاذ اللہ رمضان المبارک میں ایسا کام کرنا اور سخت گناہ، بلکہ کئی گناہوں کا مجموعہ اور روزے کی نورانیت و ثواب کو ختم کرنے والا ہے، لہذا اگر کسی شخص سے ایسا فعل سرزد ہوا ہے، تو اسے سچی توبہ کرنی چاہیے، البتہ اگر کسی نے گندے مناظر دیکھے اور خود بخود بغیر ہاتھ لگائے انزال ہو گیا، یعنی ہاتھ کے ساتھ ایسا کوئی فعل نہیں کیا، تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مخصوص ایام اور روزے کا ایک مسئلہ

مجیب: مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ جون 2018ء

دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمیں یہ مسئلہ تو معلوم ہے کہ اگر عورت کو روزے کی حالت میں حیض آجائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اب وہ کھا، پی سکتی ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ چھپ کر کھائے اور ایسی عورت پر روزے داروں کی طرح بھوکا پیاسا رہنا ضروری نہیں۔ آپ سے معلوم یہ کرنا تھا کہ وہ عورت جو رمضان کے کسی دن میں طلوعِ فجر کے بعد پاک ہو جائے تو اس دن کا بقیہ حصہ اس کو روزے داروں کی طرح گزارنا ضروری ہے یا نہیں ؟ اس بارے میں رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جو عورت رمضان کے کسی دن میں طلوعِ فجر کے بعد پاک ہو جائے تو اس دن کا بقیہ حصہ اس کو روزے داروں کی طرح گزارنا واجب ہے کیونکہ قوانینِ شریعت کی رُو سے ہر وہ شخص جس کے لیے دن کے اول وقت میں رمضان کا روزہ رکھنے میں عذر ہو اور پھر وہ عذر دن میں کسی وقت زائل ہو جائے اور اب اس کی حالت ایسی ہو کہ اول وقت میں ہوتی تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہوتا تو ایسے شخص پر روزے داروں کی طرح رہنا واجب ہوتا ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مخصوص ایام میں روزہ رکھنے کا حکم

مجیب: مولانا عرفان صاحب زید مجدہ

مصدق: مفتی ھاشم صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضان مدینہ جون 2017

دَارُالاِفْتَاء اَہلسُنَّت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین کَثَّرَھُمُ اللہُ الْمُبِیْن اس مسئلے کے بارے میں کہ رمضان میں اگر عورت کو دورانِ روزہ حیض آجائے تو اس کے لئے روزے کا کیا حکم ہے اسے پورا کرے یا توڑ دے اور ایسی صورت میں وہ کھا پی سکتی ہے یا نہیں؟

سائل: محمد ذیشان عطاری (میر پور خاص)

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کو اگر روزے کی حالت میں حیض آگیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور رمضان کے بعد اس روزے کی قضا کرنا ہو گی اور اس کے لئے بقیہ دن روزہ دار کی طرح رہنا واجب نہیں ہے اور وہ کھا پی سکتی ہے، اسے اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا کھلے عام، مگر بہتر یہ ہے کہ چھپ کر کھائے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نذر کا روزہ رکھا اور روزہ کے دوران حیض آگیا

مجیب: ابو مصطفیٰ محمد ماجد رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-866

تاریخ اجراء: 21 شعبان المعظم 1444ھ/14 مارچ 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

اگر کسی عورت نے نذر کا روزہ رکھا اور روزے کے دوران اسے حیض آگیا، تو اب کتنے روزے رکھنے ہوں گے؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر ایک روزے کی منت مانی اور روزے کے دوران حیض آگیا، تو اس کی قضا کرنی ہو گی اور قضا میں صرف ایک ہی روزہ رکھنا ہو گا۔

فتاوی عالمگیری میں ہے: "وإذا أوجبت المرأة على نفسها صوم سنة بعينها قضت أيام حيضها" یعنی اگر عورت نے اپنے آپ پر سال کے روزے رکھنے کی منت مانی، تو وہ ایام حیض کی قضا کرے گی۔ (فتاوی عالمگیری، جلد 1، صفحہ 210، مطبوعہ: بیروت)

وَاللهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

نفلی روزے میں حیض آگیا تو کیا نفلی روزے کی قضا لازم ہوگی؟

مجیب: مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضانِ مدینہ جنوری 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی عورت نے نفلی روزہ رکھا اور اسے روزے کے دوران حیض آگیا تو کیا نفلی روزے کی قضا لازم ہو گی یا روزہ معاف ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں مذکورہ عورت پر اس نفلی روزے کی قضا لازم ہے۔

درِّ مختار میں ہے: "ولو شرعت تطوّعاً فیھما فحاضت قضتھما" یعنی اگر عورت نے نفلی روزہ رکھا یا نفلی نماز شروع کی اور اس دوران حیض آگیا تو نفلی نماز یا نفلی روزے دونوں صورتوں میں قضا لازم ہے۔ (الدرّ المختار معہ ردّ المحتار، 1/533)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرَّحمہ فرماتے ہیں: "روزے کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا اس کی قضا رکھے، فرض تھا تو قضا فرض ہے اور نفل تھا تو قضا واجب۔" (بہار شریعت، 1/382)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم